۲۰

تمدنی ترقی اور اُس کی حفاظت کا طریق

(فرمودہ ۱۸ - اگست ۱۹۳۳ء بمقام پالم پور)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

پچھلے خطبات میں مَیں نے بتایا تھا کہ کس طرح سورۃ فاتحہ میں انسانی تمدن کی ترقی کیلئے اللہ تعالیٰ نے گُر بتائے ہیں- ان میں سے ایک گُر مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ[1] میں بتایا گیا ہے- میں نے بتایا تھا کہ انسانی ترقی اور لوگوں کی زندگی آرام سے بسر ہونے کا انحصار علاوہ گزشتہ خطبات میں بیان کردہ امور کے رحیمیت پر بھی ہے- جب تک انسان یہ عادت نہ ڈالے کہ وہ خوبی کی قدر کرے، اُس وقت تک سوسائٹی اور اِس کے قیام کیلئے مفید نہیں ہوسکتا- اچھی بات کو دیکھنا تمدنی ترقی اور اس کی حفاظت کیلئے ضروری ہے- لیکن جس طرح اچھی باتوں کا دیکھنا تمدن کے قیام کیلئے ضروی ہے، اسی طرح اس کیلئے بعض اور باتیں ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کے الفاظ میں بیان کی ہیں- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ میں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے- ایک تو یہ کہ ہر کام کا خدا تعالیٰ نے انجام مقرر کیا ہے کوئی کام خواہ اچھا ہو یا بُرا، نتیجہ پیدا کرنے سے خالی نہیں- خفیف سے خفیف کام بھی نتیجہ پیدا کئے بغیر نہیں رہتا- اس زمانہ میں وائرلیس نے یہ ثابت کردیا ہے کہ کس طرح خفیف حرکات کا غیر محدود اثر پیدا ہوتا ہے- ہزاروں میل پر ایک شخص بولتا ہے- اُس کی آواز ہوا میں ایک تغیّر پیدا کردیتی ہے- ہوا کا وہ اثر ہزارہا میل پر ایک آلہ کے ذریعے بند کرلیا جاتا ہے اور اسی صورت میں ہم اسے دوسری جگہ سن لیتے ہیں- غرض وائرلیس نے ثابت کردیا ہے کہ خفیف سے خفیف

حرکت بھی ضائع نہیں جاتی- ہونٹ کی حرکت ہاتھ کی حرکت سے بھی کم ہے کیونکہ ہونٹ اپنی جگہ پر ہی ہلتا ہے جبکہ ہاتھ اِدھر اُدھر حرکت کرتا ہے- اتنی خفیف حرکت اتنا اثر پیدا کردیتی ہے کہ وہ اثر ہزارہا میل پر بھی کم نہیں ہوتا- دنیا چونکہ محدود ہے اس لئے ہم ہزاروں میل کہتے ہیں ورنہ اگر کروڑوں میل پر بھی سننے کا موقع ملتا تو وہاں بھی وہ حرکت سنتے- غرض کوئی چیز ضائع نہیں جاتی خواہ اچھی ہو خواہ بُری- یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بار بار ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ غفّار ہے' ستّار ہے' وہ مُکَفِّرُالسَّیِّئَاتِ ہے- پس گو ہزاروں سال پہلے کا کیا ہوا ہر بُرا فعل بھی موجود ہے اور نتائج سے خالی نہیں لیکن جن کو خداتعالیٰ معاف کردے ان کے برے اعمال اور اثرات کو وہ چھپادیتا ہے اور ستاری سے کام لیتا ہے- اس کے مقابلہ میں نیکیاں ہیں' وہ بھی اسی طرح موجود ہیں- اور چونکہ وہ لوگوں کیلئے خوشی کا موجب ہیں اس لئے وہ اسی طرح ان کے سامنے آجاتی ہیں- گویا ہر کام کیلئے ایک یَوْمُ الدِّیْنِ ہے- اور ہر چیز کی ایک انتہاء ہے- ہر چیز کا بدلہ اُس کے وقت پر دیا جاتا ہے- جیسا کہ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ کام ختم ہونے پر حساب کیاجاتا ہے-

دُوسری بات مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وُہ انجام کے وقت کا مالک ہے- گویا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ انسان کے عمل کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ انسانی عمل اور پھر اس کی سزا کے نتیجہ کو مدنظر رکھ کر کیا جاتاہے- یعنی وہ یہ دیکھتا ہے کہ میری جزاء کیا نتائج پیدا کرے گی- مالک یہ نہیں دیکھتا کہ کام کیا ہوا ہے بلکہ وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ اب مناسب کیا ہے- نوکر ہمیشہ مالک کی ہدایات کو مدنظر رکھتا ہے لیکن اگر وہ پوری طرح ان پر عمل نہ کرسکے تو مالک موقع اور محل دیکھتا ہے اور حالات کے تغیر پر حکم بدل دیتا ہے- وہ انجام کے موقع پر اپنی مالکیت کو ملحوظ رکھتا ہے- وہ یہ دیکھتا ہے کہ نتیجہ کیا اثرات پیدا کرے گا- اسی لئے کبھی ایک غلطی پر سزا دیتا ہے اور کبھی معاف کردیتا ہے- اگر سزا دینا بہتر ہو تو سزا دے دیتا ہے اور اگر معاف کردینا بہتر ہو تو معاف کردیتا ہے- گویا دو باتیں ہمیں سکھائی گئی ہیں جن پر انسانی تمدن اور اس کی ترقی کا انحصار ہے- ایک تو یہ کہ کاموں کا جائزہ لیا جائے اور نتائج کو نظرانداز نہ کردیا جائے- دنیا میں تمام سوسائٹیاں اسی لئے تباہ ہوتی ہیں کہ وہ نتائج کو نہیں دیکھتیں- ہمیں نتیجہ دیکھنا چاہیئے- اگر نتیجہ خراب ہو تو کام میں نقص پیدا ہوگا- حکومتیں اسی لئے تباہ ہوتی ہیں کہ وہ کام کا جائزہ نہیں لیتیں- وہ دیکھتی ہیں کہ پولیس کام کررہی ہے لیکن نتائج کا جائزہ نہیں

لیتیں- وہ دیکھتی ہیں کہ فلاں شعبہ میں کام کیا جاتا ہے لیکن نتائج پر غور نہیں کرتیں- وہ ایک مقام پر کھڑی ہو کر ترقی روک دیتی ہیں جو ہمیشہ نتائج نہ دیکھنے سے رُکتی ہے- ایسے حالات میں لازماً قوم سوجاتی ہے اور سوتے سوتے مرجاتی ہے- غرض ہر کام کا نتیجہ دیکھنا چاہیئے صرف کام دیکھنا کافی نہیں- اگر نتائج توقع کے مطابق نہیں تو غور کریں کہ نتیجہ کا وقت ہے یا نہیں- اگر ابھی نتیجہ دیکھنے کا وقت نہیں تو کام لمبا کریں- پھر دیکھیں کہ نتائج کیا نکلتے ہیں- لیکن اگر نتیجہ کا وقت آگیا ہے اور نتیجہ توقع کے مطابق نہیں تو یا کام کرنے والوں میں نقص ہوگا یا اس کام کی تجویز ہی ناقص ہوگی- اگر کام کرنے والوں میں نقص ہو تو آدمی بدل دینے چاہئیں اور اگر سکیم ناقص ہو تو اسے بدلنے کا فکر کرنا چاہیئے- اگر پھر بھی نتائج اچھے نہ نکلیں تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ جس چیز کے مقابلہ کی کوشش کررہے ہیں وہ زیادہ طاقتور ہے- اس کے مقابلہ کیلئے اس سے زیادہ قوت کی ضرورت ہوگی- مثلاً اگر ہم ایک پہاڑ اُکھاڑنا چاہیں تو اُس کیلئے ویسی ہی سختی سے مقابلہ کی ضرورت ہوگی- انسانی تمدن کی ترقی کیلئے دوسرا یہ امر ضروری ہے کہ اعمال کے نتائج کے جائزہ کے وقت سلوک مالکانہ ہو- اگر سزا سے کام بنے تو سزا دینا چاہیئے اور اگر معاف کرنا بہتر ہو تو معاف کردینا چاہیئے-

بعض لوگ اپنی طبیعت کا لحاظ رکھتے ہیں- اگر طبیعت میں اُس وقت غصہ ہوا تو نقص پر سزا دے دی- اور اگر طبیعت اس وقت نرمی کی طرف مائل ہوئی تو اسی نوعیت کے کام پر معاف کردیا- یہ عفو نہیں اور نہ یہ سزا ہے یہ تو نفس پرستی ہے- اگر عفو اسی کا نام ہے تو دنیا میں ایسا کوئی شخص بھی نہ ہوگا- جو عفو نہ کرے- چنانچہ جابر بادشاہ بھی اپنے دوستوں کو اکثر معاف کردیتے ہیں- ظالم شخص بھی بعض اوقات اس طرح کے عفو سے کام لے لیتا ہے- وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ اسلام نے ایسے عفو کی تعلیم دی ہے' غلط کہتا ہے- اسلام نے ہرگز یہ تعلیم نہیں دی- اسلام نے جو تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ موقع اور محل کے مناسب کام کرنا چاہیئے- اگر تم غصہ کی حالت میں ہو اور اُس وقت عفو مناسب ہے تو اسلام کہتا ہے کہ عفو کرو- اگر تمہاری طبیعت نرمی کی طرف مائل ہے لیکن اس وقت سزا دینا مناسب ہے تو اُس وقت سزا دو- گویا ہمیشہ نتائج مدنظر رکھو' اپنے دل کی حالت کو نہ دیکھو- مالک کا یہ کام نہیں کہ وہ اپنی حالت دیکھے بلکہ اسے تو یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ نتائج کیا ہوں گے- خدا موقع اور نتائج کو مدنظر رکھتا ہے' وہ کام کو نہیں دیکھتا- ان دو امور کے بغیر نہ کوئی فرد' نہ کوئی خاندان

اور نہ ہی کوئی قوم ترقی کر سکتی ہے- اور نہ ہی اپنی ترقی پر قائم رہ سکتی ہے- اگر کوئی قوم یہ دو امور ملحوظ رکھے تو تنزل کی طرف کبھی جا ہی نہیں سکتی- اس میں ضُعف و اختلال پیدا ہو ہی نہیں سکتا- یہ ظاہری اسباب اسے تنزل سے محفوظ رکھیں گے- باطنی اسباب پر اگر غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسے تنزل سے بچائے رکھیں گے- خدا تعالیٰ اسے تباہ نہ ہونے دے گا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ [2] - جب تک کوئی قوم اپنی حالت کو تنزل سے بچانے کیلئے تدابیر پر عمل پیرا رہے گی اس وقت تک اللہ تعالیٰ بھی اس کی حالت نہیں گرائے گا- جب تک وہ اپنی ترقی کا راستہ کھلا رکھے گی اُس وقت تک خدا تعالیٰ بھی اُس کی ترقی کا دروازہ کھلا رکھے گا- یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو قومیں ترقی کی راہ پر گامزن رہیں وہ ترقی کرتی چلی جائیں-

(الفضل ۲۷- اگست ۱۹۳۳ء)

---

[1] الفاتحة:۴   [2] الرعد:۱۲